بسم اللہ الرحمن الرحیم

احترامِ اساتذہ کی برکات

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صا
صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کائنات ہی کے لئے نہیں بلکہ انسانی زندگی اور اس کے مختلف شعبوں کے لئے کچھ ایسے اصول ،ضوابط اور قوانین مقرر فرمائے ہیں، جن کے بغیر زندگی ترقی وعروج کے زینے عبور نہیں کرسکتی، ان مقرر کردہ اصول وقوانین کو اختیار کرکے ہی انسان صحیح نہج پر سفر جاری رکھ سکتا ہے، انسانی زندگی کی ایک اہم ضرورت ''تعلیم وتربیت'' بھی ہے، تعلیم وتربیت کے بغیر کوئی بھی انسان ایک اچھا اور کارآمد فرد نہیں بن سکتا۔ تعلیم وتربیت کی مختلف جہتیں اور متنوع پہلو ہیں اور ہر ایک جہت کے کچھ اصول اور کچھ ضوابط ہیں، ان میں ایک ضابطہ ''احترامِ اساتذہ'' کا بھی ہے، سنت اللہ اب تک یہی چلی آرہی ہے کہ اساتذہ کے ادب واحترام کے بغیر کوئی بھی طالب علم آگے چل کر زندگی کی شاہراہ پر کامیابیاں نہیں سمیٹ سکتا، دنیوی علوم وفنون کی تو بات اور ہے، ان میں ایک طالب علم اپنی محنت اور جہد مسلسل سے کامیابی پاسکتا ہے لیکن علوم نبویہ کی درس گاہ کے طلب گار کے لئے احترام اور ادب شرط ہے اور اس کے بغیر فیوض وبرکات کے در اس کے سامنے کبھی نہیں کھل سکتے، اپنی ذہانت اور محنت کی بناء پر کتاب پر عبور حاصل کیا جاسکتا ہے، فن کی اصطلاحات بھی یاد کی جاسکتی ہیں لیکن علم کا نور، علم کی روحانیت، علم کی حلاوت اور علم کے ساتھ عمل کی خوشبو ادب واحترام کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔

بارہا ایسا ہوتا ہے کہ ایک طالب علم زمانۂ طالب علمی میں انتہائی ذہین وفطین ہے اور محسوس ہوتا ہے کہ فارغ ہونے کے بعد آگے چل کر وہ بڑی دینی خدمات انجام دے گا اور ناموری حاصل کرے گا لیکن احترام اساتذہ کا وصف نہ ہونے کی وجہ سے وہ بالکل گم ہوجاتا ہے اور دینی خدمات کے مواقع سے یکسر محروم رہتا ہے...... اس کے برعکس بہت سارے طلبہ کند ذہن اور غبی ہوتے ہیں لیکن ادب اور احترام کا وصف ان میں بدرجہ اتم موجود ہوتا ہے اس لئے اللہ سبحانہ تعالیٰ انہیں بڑی دینی خدمات کے لئے قبول کردیتا ہے۔

ہمارے ایک استاذ مولانا معراج الحق صاحب نے کئی مرتبہ یہ قصہ سنایا کہ جہلم کا ایک طالب علم دارالعلوم دیوبند میں پڑھتا تھا، بہت نیک اور صالح تھا لیکن اسباق میں کند ذہن تھا، فارغ ہونے کے وقت وہ اساتذہ کے خدمت

میں آ کر رونے لگا کہ میں گاؤں جا رہا ہوں، لوگوں کا خیال ہوگا، میں بڑا عالم بن کر آیا ہوں، جب کہ آپ اساتذہ کو معلوم ہے کہ مجھے کچھ نہیں آتا، اساتذہ نے اسے تسلی اور دعائیں دیں اور وہ اپنے علاقے چلا گیا، مولانا معراج صاحب فرماتے تھے کہ اتفاق سے ایک بار اسی علاقے میں ہمارا جانا ہوا، تو خیال آیا کہ یہ تو اسی طالب علم کا علاقہ ہے جو اساتذہ کی بہت خدمت کرتا تھا، اس سے ملاقات کرنی چاہیے، اس سفر میں دارالعلوم دیوبند کے کئی اساتذہ تھے، طالب علم اور اس کے گاؤں کا نام بعض اساتذہ کو معلوم تھا، چناں چہ دیہات میں چلتے ہوئے پوچھا گیا کہ ''فلاں مولوی صاحب کا گھر کہاں ہے؟'' اس سوال پر لوگ ناراض ہوگئے اور کہا کہ تم ''ہمارے حضرت'' کو صرف ''مولوی'' کہتے ہو، ہمیں پریشانی ہوئی کہ وہ کیسے اتنے بڑے حضرت بن گئے کہ انہیں ''مولوی'' کہنے کو بھی لوگ گستاخی سمجھتے ہیں، شاید کوئی اور صاحب ہوں گے لیکن جب وہاں پہنچے تو وہ ''حضرت'' وہی ہمارے طالب علم تھے، ہم نے ان سے پوچھا کہ ماشاء اللہ آپ کے لیے یہاں بڑا احترام واعتقاد پایا جاتا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ حضرت! میں تو جو کچھ ہوں، آپ کو معلوم ہے، قصہ یہ ہوا کہ میں جب دیوبند سے آیا اور یہاں پہنچا تو ہمارے اس علاقے میں بدعتیوں کا بڑا زور تھا۔ اس زور کی وجہ سے لوگوں نے میرے آنے سے پہلے طے کر دیا تھا کہ ہمارا عالم آرہا ہے اور اس کا مناظرہ تمہارے عالم کے ساتھ ہوگا، انہوں نے جب مناظرے کی خبر سنائی تو میرے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی کہ میری وجہ سے دیوبند کا نام بدنام ہوگا، میں نے بہت منع کیا، لیکن لوگ نہیں مانے اور کہا کہ آپ دیوبند سے پڑھ کر آئے ہیں ان لوگوں نے ہمارا ناطقہ بند کر رکھا ہے اب تو مناظرہ ضرور ہوگا۔

چنانچہ وہ آئے، مناظرے کا انتظام ہوا۔ ایک طرف ہم بیٹھ گئے اور دوسری طرف وہ لوگ بیٹھ گئے۔ پہلے ان کے مناظر نے کھڑے ہوکر دیوبند مسلک پر اعتراضات کئے، اب ان کے اعتراضات کا جواب مجھے دینا تھا جب میں کھڑا ہوا تو مجھے محسوس ہوا کہ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ میری دائیں جانب آکر کھڑے ہوگئے اور ان کے ایک ایک اعتراض کا جواب انہوں نے مجھے بتایا، میں نے وہ جوابات دیئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ایک ہی مرحلہ میں ان کا مناظر بھاگ گیا۔ اس واقعہ کے پیش آنے کے بعد میرے لئے عقیدت واحترام کا ایسا سلسلہ شروع ہوا کہ مخالفین بھی مرعوب ہوکر خاموش ہوگئے۔

یہ تو صرف ایک واقعہ ہے، اس طرح کے کئی واقعات عام مشاہدہ میں آتے ہیں اس لئے علوم نبویہ کی درگاہ سے وابستہ ہونے والوں کے لئے بہت ضروری ہے کہ اساتذہ کے ادب واحترام کا دامن ان کے ہاتھ سے کبھی نہیں چھوٹنے پائے۔

اللہ جل شانہ ہمیں صحیح معنوں میں اپنے اساتذہ اور بزرگوں کے احترام کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمد وعلی آله وصحبه أجمعین